خادم حسین

میرؔ کی بحر میں داغؔ کے مصرعے

روزنامہ ''اوصاف'' ملتان کی اشاعت مورخہ ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں درج ذیل خبر چھپی ہے:

''ترکی کی ۸۰ ویں سالگرہ کی مقامی ہوٹل میں ہونے والی تقریب کے مہمان خصوصی اور پاک ترکش کلچرل کے روح رواں پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے کلین شیو چہروں کو خوبصورت اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب نوشی کو پسندیدہ قرار دے دیا۔ تفصیل کے مطابق پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ترکی میں سب سے بہترین بات مجھے یہ لگی کہ وہاں پر تمام سرکاری اداروں میں ڈاڑھی رکھنے کی سخت پابندی ہے۔ انہوں نے اپنے غیر شرعی خطاب میں مزید کہا کہ پاکستان میں خاص مشروب اپنی اولاد کے سامنے نہیں پی سکتے مگر ترکی میں بہترین سہولت دی گئی ہے۔ انہوں نے مزید بھی غیر شرعی جملے کہے جو ضابطہ تحریر میں نہیں لائے جا سکتے......''

ہمارے استاد جی ایک دفعہ بات کر رہے تھے کہ کالج اور دفاتر کی کینٹینوں، آفیسرز میس اور پوش علاقوں کی کوٹھیوں میں وائٹ کالر حضرات اکثر یہ گفتگو کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں:

''روزہ وہ رکھے جسے کھانے کے لیے کچھ نہ ملتا ہو...... مجھے کوئی ایسا چپراسی لا دو جو روزہ نہ رکھتا ہو، چائے بنا کے پلا سکے...... بچوں کے ختنے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے انہیں خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے...... عید قربان پر اتنا خون بہانا فضول ہے؟ اسی پیسے سے آدمی کسی غریب کی مدد کر دے...... ایک تو ان داڑھی والوں سے مجھے بڑی نفرت ہے......''

استاد جی سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے یہی سکیل نمبر سترہ اور اس سے اوپر کے آفیسر! جاگیردار اور صنعت کار کہ انسان جب اپنے آپ کو ذرا خوشحال دیکھتا ہے تو پھدکنے لگتا ہے۔ خدا سے بے نیاز ہو جاتا ہے کہ دولت اور عہدہ ایمان و اخلاقیات کو غارت کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام! پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے کوئی نئی بڑ نہیں ہانکی بلکہ اس طرح کے لوگوں کے منہ سے اگر کوئی اچھی بات نکل جائے تو یہ تعجب کی بات ہوگی۔ اس قبیل کے دوسرے لوگوں کا بھی یہی حال رہا ہے۔

ایک دفعہ لاہور کے ایک کالج کے سوشلسٹ پروفیسر ظہور احمد نے کہا تھا: ''نکاح ایک فرسودہ رسم ہے۔''

حال ہی کے ایک مذاکرے میں ایک ایم این اے خاتون نے کہا ہے: ''کون احمق ہے جو کہتا ہے کہ مرد عورت کو ایک ہی ٹیبل پر اکٹھے نہیں بیٹھنا چاہیے......'' اور مزید کہا کہ: ''مردوں کو چار چار شادیوں کی اجازت دینا انتہائی بدتمیزی ہے......''

ابھی پچھلے دنوں اخبار میں جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کا ایک بیان چھپا ہے: ''لڑکا لڑکی باغ میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو میاں بیوی مان کر ازدواجی رشتہ قائم کر لیتے ہیں تو یہ نکاح ہوگا۔''

کوئی تیس سال پہلے کی بات ہے روزنامہ ''امروز'' ملتان میں اُس بازار کے ایک وکیل کا بیان چھپا تھا: ''اردو ادب میں

مذہب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔‘‘

ایوب خان کے دور میں‘ اُس کے مشیر مذہبی امور ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے کہا تھا:’’عید قربان پر اتنے وسیع پیمانے پر جانوروں کا خون بہانا پیسے کا ضیاع ہے۔ یہی رقم کسی رفاہی ادارے میں لگائی جائے۔‘‘

اس حوالے سے وطن عزیز کی مقتدر ہستی جنرل پرویز مشرف کا بیان بھی قابل ملاحظہ ہے:’’پسماندہ اسلام‘ ملکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ کسی نے ڈاڑھی رکھی ہے تو بسم اللہ! مجھے نہ کہو کہ میں ڈاڑھی رکھوں۔ میں ڈاڑھی نہیں رکھنا چاہتا۔ فلمی پوسٹر ،میوزک، ڈاڑھی نہ رکھنا، خواتین کا برقع نہ پہننا، شلوار قمیض، پینٹ...... چھوٹے معاملات ہیں‘ انہیں ایشو نہ بنائیں۔ یہ چھوٹی سوچ اور چھوٹے ذہن کی بات ہے......‘‘ (’’نوائے وقت‘‘۔’’اسلام‘‘ ۱۱ر جون ۲۰۰۳ء)

پیپلز پارٹی کی لیڈر بے نظیر نے کہا:’’کوڑے مارنا، ہاتھ کاٹنا‘ وحشیانہ سزائیں ہیں۔‘‘

ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا:’’پیتا ہوں تھوڑی سی پیتا ہوں......شراب پیتا ہوں‘ غریبوں کا خون نہیں پیتا۔‘‘

نواز شریف حکومت نے سود کی حرمت (نص قطعی) کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی‘ یعنی حکومت نے اپنی بنائی ہوئی عدالتِ عالیہ میں اللہ میاں کے خلاف درخواست دی۔

ماہنامہ ’’قومی ڈائجسٹ‘‘ کی اشاعت ماہ نومبر ۲۰۰۳ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد زکریا کا ایک انٹرویو چھپا ہے‘ جس میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر کلاس میں خواتین اور طالبات سے بے تکلف ہو جاتے تھے اور بعض اوقات سب کے سامنے اُن سے گلے ملنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔‘‘

جوش ملیح آبادی‘ اپنی کتاب ’’یادوں کی بارات‘‘ میں لکھتا ہے:’’میرے پینے کا طریقہ یہ ہے‘ بھرا ہوا پیمانہ‘ نعرۂ بسم اللہ ......اور میں نے الا اللہ کا نعرہ لگا کر پورا گلاس ایک سانس میں خالی کر دیا۔‘‘

مرزا غلام احمد کی کتابیں بھی خرافات کا پلندہ ہیں کہ وہ بھی پلومر وائن کا عادی تھا۔

پروفیسر وارث میر نے اپنی کتاب ’’عورت کی آدھی گواہی‘‘ میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے مقابلے میں کس نامعقول ’’عقولیّت‘‘ کا اظہار کیا ہے؟

روزنامہ ’’امروز‘‘ لاہور کا ایڈیٹر ظہیر الدین اپنے اخبار میں دین کے خلاف کیا کچھ ہفوات نہیں چھاپتا رہا؟

ایک دور میں سبطِ حسن نے ہفت روزہ ’’لیل ونہار‘‘ کا ’’فتویٰ نمبر‘‘ شائع کیا تھا‘ جس میں زیادہ تر‘ اپنی طرف سے ہی ‘علماء کے خلاف کذب وافتراء کا وہ طومار باندھا کہ انہیں پڑھ کے ایسا لگتا تھا جیسے مسٹر کمیونسٹ‘ مس رافضہ کے ساتھ متعہ فرما رہے ہیں۔

عبداللہ حسین کی ’’اُداس نسلیں‘‘، سعادت حسن منٹو کی ’’خالی ڈبے خالی بوتلیں‘‘ اور کشور ناہید کی ’’بری عورت کی کتھا‘‘ کس لہجے کا پتہ دیتی ہے؟ عصمت چغتائی کا ’’دوزخی‘‘ ‘مرزا عظیم بیگ چغتائی اور خود عصمت چغتائی، ’’طلوعِ اسلام‘‘ کا جھوٹا مدعی غلام احمد پرویز، ’’نگار‘‘ کا ایڈیٹر نیاز فتح پوری، سرسید، مرزا غالب، ن۔م راشد، فہمیدہ ریاض، تسلیمہ نسرین، سلمان

رشدی، رفیع اللہ شہاب، احمد بشیر، ڈاکٹر گورایہ، حسین شاہد، نجم سیٹھی، احمد فراز، عبداللہ ملک، میر ایاز، راجہ انور، یہ سب کس کیمپ کے آدمی ہیں؟ ان لوگوں کی تحریریں کس ہذیان کی غماز ہیں؟ سرحد کا احمد بلور ہو یا خانوں کا ولی، سندھ کا ایاز ہو یا رسول بخش پلیجو، پیرانِ مغاں سے لے کر رندانِ دُردآشام تک، اس حمام میں سارے ننگے ہیں:

کچے پکے راگ ہیں سارے
کالے کالے ناگ ہیں سارے

اور

چچوں چچ گنڈیری ہیں یہ
رات کی ہیرا پھیری ہیں یہ

یہ مادر پدر آزاد خیالات کے حامل لوگ کہ ان میں سے بعض کے خون کو تو شراب کا تڑکا لگا ہوا ہے۔ یہ غیر شرعی پارسا، بنت رز کے حاشیہ بردار، نام نہاد ادیبانِ جہاں گرد اور اکثر شاگردوں کے مقالات کو اپنے نام سے شائع کرانے والے ماہرین تعلیم، علم کی گرد بھی ان کے چہروں پر نہیں پڑی۔ خلاصوں کا مرقع و مجموعہ کہ جن کے جیب و داماں میں اپنا کچھ نہیں کہ ان کا روحانی باپ کارل مارکس کہتا ہے: ''آسمان سے خدا کو اور زمین سے مذہب کو نکال دو۔''

یہ غیر ملکی شرناتھیوں کی کھٹّی تے چاٹنے والے ازلی بزدل کہ جو ڈاڑھی، نماز، پردہ اور مُلّا کا نام لے کر، اللہ، رسول ﷺ کی تعلیمات اور شعائر اسلام کو ہُوٹ کرتے ہیں اور کھل کر سامنے نہیں آتے، مسلمان بھی کہلاتے ہیں۔ خدا و رسول ﷺ کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور مسلمانوں اور خدا و رسول ﷺ کے خلاف طعن بھی توڑتے ہیں۔ لانگے خاں باغ ملتان کے اُس ''جہاز'' کی طرح جو اپنے زعم میں جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا، چرس ملے تمباکو سے، خالی سگریٹ بھر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''ایناں دی ماں کُوں، ہک دفعہ اِتھاں اسلام آونجے ناں!'' حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ زنا، شراب سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ڈاڑھی، رسول پاک ﷺ نے رکھی ہے۔ پردہ، ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کا اسوہ ہے۔ ظالمو! حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اس وصیت کو ہی کوئی وزن دیا ہوتا جس میں انہوں نے فرمایا کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھانا کہ کوئی غیر مرد میرا قد بھی تصور میں لانے کی جرأت نہ کر سکے اور یہاں ''اسلام کے قلعے'' کے بازاروں میں زندہ لاشیں اپنا بھاؤ چکا رہی ہیں۔ فائیو سٹار ہوٹلوں، پبّوں اور کلبوں کی ناؤ و نوش کی ہاؤ ہو میں، سفید کالر، اودے اودے، نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہنوں میں الجھے ہوئے ہیں اور:

دامن کشِ فطرت ہے غراروں کا در و بست
ہر سمت اُڑے پھرتے ہیں خوبانِ گل اندام

آغا شورش مرحوم نے ان ہی لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

میر کی بحر میں داغ کے مصرعے، پینے اور پلانے والے — دیدہ دل کی رونق ہیں سب سرخ سویرا لانے والے
دبلے پتلے کنگلے ہکلے، بسوئے چھریاں کانٹے تکلے — منٹو کے الفاظ میں چکلے، سب کچھ ہے اسلام نہیں ہے